

مناسک حج کی نبوی اصلاحات

محمد رضی الاسلام ندوی

مخصوص زمانے میں مقدس مقامات کی زیارت کا تصور، جسے اسلامی اصطلاح میں حج کہتے ہیں، تقریباً تمام ہی مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ سامیوں کے نزدیک بھی یہ مذہبی شعائر میں سے تھا۔ چنانچہ لفظ ”حج“ کی اصل، جیسا کہ ڈاکٹر جواد علی نے لکھا ہے، سامی اور عبرانی زبانوں میں موجود ہے (۱)۔ قدیم اہل عرب کے یہاں بھی حج کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ دراصل ان کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت، ان کے بتائے ہوئے طریقہٴ عبادت اور ان کی یادگاروں کی تمثیل سے عبارت ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے، جن کو آج دنیا کے تین بڑے مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والے اپنا جدِ امجد تسلیم کرتے ہیں، آج سے ہزاروں سال قبل مشرکانہ ماحول سے کنارہ کشی اختیار کر کے ایک بے آب و گیاه وادی میں خدائے واحد کی عبادت کے لیے ایک گھر کی بنا ڈالی تھی، اور اس کی زیارت اور طواف کرنے اور وہاں مراسمِ عبادت بجالانے کا اعلان عام کیا تھا (۲)۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبہٴ اخلاص کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور ان کی نسل میں حج ایک مقدس عبادت قرار پایا۔ چنانچہ عہدِ جاہلیت سے متعلق وارد تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب کے نزدیک خانہ کعبہ کو مقدس گھر اور حج کو ایک مقدس عبادت کی حیثیت حاصل تھی، اور انہیں یہ احساس بھی تھا کہ یہ سارے مراسم ان کے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ سے منقول ہیں۔ اس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ انہوں نے خانہ کعبہ کے اندر جہاں بہت سے بت رکھ چھوڑے تھے وہیں حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی تصویریں بھی بنا رکھی تھیں (۳)۔

اسلام نے بھی حج کی کو دین کا ایک اہم رکن قرار دیا ہے (۴)۔ اور اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو ملتِ ابراہیمی کے مجدد بنا کر بھیجے گئے تھے) لوگوں کو ملتِ

ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیتے ہوئے (۵)۔ انہیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ البتہ اہل عرب نے ان مناسک میں کچھ تبدیلیاں کر لی تھیں اور ان میں اپنے من مانے رسوم شامل کر لیے تھے۔ قرآن نے ان پر نکیر کی اور اللہ کے رسولؐ نے بھی ان کی تردید فرمائی اور اپنے عمل کے ذریعے حج کا صحیح طریقہ بتلایا۔

عمر نبویؐ میں ادائیگی حج کے طریقے سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم یہ جانیں کہ عمر جاہلیت میں حج کا کیا طریقہ تھا؟ مشرکین نے حضرت ابراہیمؑ کے بتائے ہوئے طریقہ میں کیا تبدیلیاں کر لی تھیں؟ اور قرآن نے اپنی آیات اور پیغمبر اسلامؐ نے اپنے ارشادات کے ذریعے ان میں کیا اصلاحات کیں؟ نیز آنحضرتؐ نے حج کا عملی مظاہرہ کیونکر کیا؟ اور حج کی کیسے تنظیم فرمائی؟

مناسک حج کی اصلاحات

مناسک حج میں اہل عرب نے جو تبدیلیاں کر لی تھیں ان کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کچھ نسلی امتیازات پر مبنی تھیں، کچھ کا تعلق تقدس کے خود ساختہ معیارات سے تھا اور کچھ کاموں کو انہوں نے مہمل طریقے پر مراسم حج میں شامل کر لیا تھا۔ ذیل میں ہم ان کا تذکرہ کرتے ہوئے نبوی اصلاحات کی جانب اشارہ کریں گے۔

الف۔ نسلی امتیازات پر مبنی مراسم کی اصلاح

۱۔ قریش کو دوسرے قبائل کے مقابلے میں اپنی نسلی برتری کا احساس تھا اور اس بنیاد پر انہوں نے اپنے لیے کچھ امتیازات خاص کر لیے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اولادِ ابراہیمؑ باشندگانِ مکہ، اہلِ حرم اور متولیانِ کعبہ ہیں۔ ہمیں جو حقوق حاصل ہیں وہ دوسرے عربوں کو حاصل نہیں اور نہ ہی ان کا درجہ ہمارے برابر ہے۔ اس لیے اگر وہ حرم سے باہر کی کسی چیز کی تعظیم و توقیر کریں گے تو حرم کی قدر و منزلت دوسرے لوگوں کی نگاہوں میں کم ہو جائے گی۔ اسی بنیاد پر انہوں نے وقفِ عرفہ کو، جو حج کا ایک اہم رکن تھا اور جس کے مناسک حج میں سے ہونے کا وہ بھی اعتراف کرتے تھے، خود سے ساقط کر لیا تھا۔ اس لیے کہ اس صورت میں انہیں حرم سے باہر نکلنا پڑتا۔ قرآن نے ان کے اس زعمِ باطل کی نکیر کی اور دوسرے لوگوں کی طرح انہیں بھی عرفات جا کر وہاں سے واپس آنے کا حکم دیا (۶)۔ فرمایا:

ثُمَّ اَلْبِضُوا مِنْ حَيْثُ اَلَاضِ النَّاسِ وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ (البقرہ ۲: ۱۹۹)

پھر تم سب کو ضرور ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آؤ جہاں اور لوگ جا کر وہاں سے واپس آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو۔

۲- حج کی ایک خود ساختہ رسم حرم کے باہر سے آئے ہوئے حاجیوں کا خانہ کعبہ کا عریاں طواف کرنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم ان کپڑوں میں طواف نہیں کریں گے جن میں ہم نے گناہ کیے ہیں (۷) یا اگر وہ کپڑے پہن کر طواف کرتے تھے تو طواف کے بعد ان کو اتار دیتے تھے اور پھر کبھی ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ البتہ مُس (یعنی اہل حرم) سے مانگے ہوئے کپڑوں میں طواف کی اجازت تھی۔ اس رسم کے پیچھے بھی مُس کی برتری کا تصور کارفرما تھا۔ اس لیے کہ عام اہل عرب یہ سمجھتے تھے اور قریش نے انہیں یہ باور کرنے کا موقع دیا تھا کہ وہ دین میں تشدد اور بڑے عابد و زاہد لوگ ہیں۔ اس لیے طواف صرف انہیں سے حاصل کیے ہوئے کپڑوں میں کرنا صحیح ہوگا۔ قرآن نے اس تصور کی تردید کی اور فرمایا:

لَمَّا بَنَى آدَمُ خُلُقُوا زَيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۷: ۳۱)

اے اولاد آدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

۳- اہل عرب نے حج کو عبادت سمجھنے کے بجائے ایک میلہ کی حیثیت دے دی تھی اور اس میں ذکر الہی اور استغفار و انابت کے بجائے خاندانی مفاخرت ان کا شیوہ بن گیا تھا۔ چنانچہ تمام قبائل مناسک حج سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ میں قیام کرتے اور اپنے اپنے آباؤ اجداد کے محاسن اور کارنامے بیان کرتے۔ قرآن نے اس پر نکیر کرتے ہوئے انہیں ذکر الہی کی ہدایت کی:

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَادْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشْدَّ ذِكْرًا (البقرہ ۲: ۲۰۰)

پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو تو حق تعالیٰ کا اس طرح ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء (اجداد) کا ذکر کیا کرتے ہو۔ بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہ) بڑھ کر ہو۔

۴- حج ایک میلہ جیسی حیثیت ہو جانے کی وجہ سے ہی اس میں وہ تمام کام ہوتے تھے جو کسی میلہ میں ہو سکتے تھے۔ لڑائی جھگڑا، شور و غل، دنگا فساد، عورتوں سے چھیڑ خانی غرض فسق و فجور کے سارے کام ہوتے تھے۔ قرآن نے یکنخت ان پر پابندی عائد کر دی اور حج کو ذکر و انابت، تقدس و پرہیزگاری اور خیر و درع کا مرقع بنا دیا۔ فرمایا:

لَمَنْ فَرَضَ لِنَهْنِ الْحَجِّ لَلَا رَلَتْ وَلَا لُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ خَيْرٍ
يَعْلَمُهُ اللَّهُ (البقرہ ۲: ۱۹۷)

سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے تو پھر (اس کو) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع حج کے سلسلہ میں (زیبا) ہے، جو نیک کام کرو گے خدا تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے۔

ب۔ تقدس کے خود ساختہ معیارات کی اصلاح

اہل عرب نے تقدس کے کچھ خود ساختہ معیارات وضع کر لیے تھے۔ اسی بنا پر انہوں نے اپنے اوپر کچھ پابندیاں عائد کر لی تھیں۔ چونکہ ان کا دینداری اور تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لیے اسلام نے انہیں ساقط کر دیا۔ مثلاً:

۵۔ وہ قربانی کے جانوروں پر سواری جائز نہ سمجھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے اس دستور کو ختم کیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے جانور ہانکے لیے جا رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر سوار ہو لو۔ اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا اس پر سوار ہو لو۔ اس نے پھر یہی جواب دیا تو آپؐ نے تیسری مرتبہ خنقی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا، تمہارا برا ہو اس پر سوار ہو لو۔ (۸)

۶۔ وہ قربانی کے گوشت کا تین دن سے زیادہ استعمال جائز نہ سمجھتے تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے یہ پابندی اٹھا دی۔ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے، نبیؐ نے ہمیں رخصت مرحمت فرمائی اور فرمایا: اسے کھاؤ اور زاد راہ بناؤ۔ چنانچہ ہم نے (تین دن سے زیادہ بھی) اسے کھایا اور زاد راہ بنایا (۹)۔

۷۔ وہ حج کر کے واپس ہوتے تھے تو دروازوں سے گھر میں داخل ہونے کی بجائے پشت کی جانب سے کود پھاند کر یا نقب لگا کر آتے تھے۔ قرآن نے اس پر نکیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل چیز تقویٰ ہے جو حق کا مقصود ہونا چاہیے۔ حضرت براءؓ بن العازب فرماتے ہیں: ”انصاری جب حج سے فارغ ہوتے تو دروازے کی جانب سے گھر میں داخل نہیں ہوئے تھے بلکہ پشت کی جانب سے آتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص اس دستور کی خلاف ورزی کر کے دروازے سے گھر میں آگیا۔ لوگوں نے اسے بڑی لعنت و ملامت کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (۱۰):

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ
أَبْوَابِهَا وَأَتُوا اللَّهَ (البقرہ ۲: ۱۸۹)

اور اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آیا کرو۔ ہاں لیکن فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص (حرام چیزوں سے) بچے اور گھروں میں ان کے

دروازوں سے آؤ۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

۸ - وہ سفر حج میں زاہدِ راہ لے کر نہیں چلتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس سے توکل علی اللہ کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب وہ مکہ پہنچتے تو وہاں لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے تھے (۱۱)۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسندیدہ فعل قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ (البقرہ ۲: ۱۹۷)

اور (جب حج کو جانے لگو) ضروری خرچ لے لیا کرو۔ کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں گداگری سے بچا رہنا ہے۔

۹ - انہوں نے ایک ”خاموش حج“ ایجاد کر لیا تھا۔ یعنی حج کا احرام باندھتے تھے تو حج مکمل ہونے تک چپ رہتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے قبیلہ اُمّس کی زینب نامی ایک عورت کو خاموش دیکھا۔ وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اس نے ”خاموش حج“ کا احرام باندھ رکھا ہے۔ آپ نے اسے ناجائز بتلاتے ہوئے فرمایا: هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ (۱۲) (یہ جاہلیت کا عمل ہے۔)

۱۰ - وہ حج کے لیے پایادہ سفر کرنے کو متبرک اور کارِ ثواب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے پیادہ پا جا رہا ہے۔ آپؐ نے وجہ دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر ماننی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ شخص اپنے نفس کو عذاب میں ڈالے۔ چنانچہ آپؐ نے اسے سواری پر جانے کا حکم دیا (۱۳)۔ اسی طرح حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر ماننی۔ میں نے اللہ کے رسولؐ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو آپؐ نے ایسی نذر سے منع کیا اور فرمایا: وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو“ (۱۴)۔

۱۱ - حج کے دوران وہ تجارت کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ تجارتی لین دین حج کے تقدس کے خلاف ہے۔ نتیجتاً اکثر لوگ حج کی نیت ہی نہیں کرتے تھے اور ان کا مقصد عکاظ اور ذوالجنہ کے بازاروں میں اکٹھا ہو کر محض تجارتی معاملات طے کرنا ہوتا تھا۔ دوسری جانب جو لوگ حج کی نیت سے آتے تھے وہ تجارتی منافع سے محروم رہتے تھے۔ اسلام نے اس تفریق کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ تجارت، تقدس حج کے خلاف نہیں ہے (۱۵):

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ: (البقرہ ۲: ۱۹۸)

اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو جو تمہارے پروردگار کی

طرف سے ہے۔

۱۲۔ الشرح حج میں عمرہ کرنے کو وہ ”انجر الفجور“ سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق جب ذی الحجہ کی چار تاریخ کو آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو عمرہ کی نیت کرنے کی ہدایت کی تو انہوں نے بڑی حیرت کا اظہار کیا (نقاظم ذلک عندہم) مگر اللہ کے رسولؐ نے خود بھی عمرہ کر کے عملاً اس بے ضرورت رسم کو ختم کر دیا (۱۶)۔

ج۔ مہمل اعمال کی اصلاح

کچھ اور مراسم بھی تھے جنہیں اہل عرب نے حج میں شامل کر لیا تھا اور انہیں وہ خدا کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے تھے، مگر ان کی کوئی مذہبی حقیقت نہیں تھی۔ اسی لیے قرآن نے انہیں کالعدم قرار دیا اور اللہ کے رسولؐ نے بھی ان سے منی فرمائی۔ مثلاً:

۱۳۔ وہ قربانی کرتے تھے تو اس کے خون کو خانہ کعبہ کی دیواروں پر لگاتے تھے اور سمجھتے کہ اس کے ذریعے خدا سے تقرب حاصل ہوگا۔ قرآن نے اس سے منی کر دی:

لَنْ نَّبْنِيَا لِلَّهِ لُحُومَهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِنْ بِنَالِهِ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ (الحج ۲۲: ۳۷)

اللہ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

۱۴۔ صفا و مرہ کے درمیان جو وادی ہے اس سے تیزی کے ساتھ دوڑ کر گزرتے تھے۔ اس عمل کو ان کے یہاں مذہبی دستور کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ اسلام نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ”یہ سنت نہیں ہے“ (۱۷)۔

۱۵۔ وہ مزدلفہ سے اس وقت تک کوچ نہیں کرتے تھے جب تک کہ شہر کی پہاڑی سے سورج طلوع نہ ہو جائے۔ نبیؐ نے اس دستور کی مخالفت کرتے ہوئے طلوع شمس سے قبل کوچ کیا (۱۸)۔

۱۶۔ بعض لوگ طواف کرتے تھے تو اپنے گناہ گار یا مجرم ہونے کا اظہار مختلف نامناسب طریقوں سے کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان تمام طریقوں کو ناپسندیدہ قرار دیا۔ مثلاً حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے رسی سے اپنا ہاتھ ایک شخص سے باندھ دیا ہے اور وہ اس کو طواف کرا رہا ہے۔ آپؐ نے اس کی رسی کاٹ دی (۱۹)۔

۱۷۔ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد واپسی کے سلسلہ میں ان کے دو گروہ ہو گئے تھے۔ بعض ایام تشریق میں واپسی کو گناہ سمجھتے تھے جبکہ دوسرے لوگ واپسی میں تاخیر کو غلط قرار دیتے تھے۔

قرآن نے دونوں طریقوں کو صحیح بتلاتے ہوئے کہا کہ اصل مطلوب چیز تقویٰ ہے:

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيّٰمٍ مَّعْدُوْدَةٍ لِّمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَاَمِنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰ (البقرہ ۲: ۲۰۳)

اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک پھر جو شخص دو دن میں (مکہ واپس آنے میں) تعجل کرے، اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص (دو دن) تاخیر کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں، اس شخص کے لیے جو (خدا سے) ڈرے۔

۱۸۔ عمدہ جاہلیت میں تمام عرب صفا و مروہ کا بھی، جن پر اساف و نائلہ نامی بت نصب تھے، طواف کیا کرتے تھے جبکہ انصار، جو اسلام لانے سے قبل منات بت کی پوجا کرتے تھے اس کا طواف ناپسند کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے خانہ کعبہ کے طواف کا حکم دیا اور صفا و مروہ کے طواف سے متعلق کوئی صریح حکم نازل نہ ہوا تو صحابہ کو شبہ ہوا کہ شاید شعائر جاہلیت میں سے ہونے کی وجہ سے اب ان کا طواف ممنوع ہے۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ نیز انصار نے بھی آپؐ سے زمانہ جاہلیت میں ان کے طواف سے متعلق اپنی ناپسندیدگی کا تذکرہ کیا (۲۰) اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ الصّٰفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطُوْفَ بِهَمَا (البقرہ ۲: ۱۵۸)

تحقیقاً صفا اور مروہ منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہیں۔ سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا (اس کا) عمرہ کرے۔ اس پر ذرا بھی گناہ نہیں۔ ان دونوں کے درمیان آمدورفت کرنے میں (جس کا نام سعی ہے)

۱۹۔ بعض لوگ سفر حج میں عجلت پسندی کا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ کے رسولؐ نے سکینت و وقار کے ساتھ مراسم حج ادا کرنے کی تلقین کی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ یوم عرفہ میں نبیؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ایک موقع پر زبردست چیخ و پکار سنی اور دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو مار رہے ہیں۔ آپؐ نے اشارہ سے انہیں منع کیا اور فرمایا کہ ”سکینت اختیار کرو۔ نیکی عجلت میں نہیں ہے“ (۲۱)۔

۲۰۔ خانہ کعبہ کو دیکھ کر بعض لوگ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ حضرت جابرؓ سے کسی نے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے نبیؐ کے ساتھ حج کیا ہے مگر ہم یہ نہیں کرتے تھے۔ (۲۲)

مناسک حج میں اضافات

اوپر ان اصلاحات کا تذکرہ کیا گیا جو اللہ کے رسولؐ نے مناسک حج میں لائے۔ اب حج کے بعض ان اعمال کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہیں جاہلیت میں انجام نہیں دیا جاتا تھا۔ اللہ کے رسولؐ نے انہیں مشروع قرار دیا اور انہیں مناسک حج میں داخل کیا:

۱- صلح حدیبیہ کے اگلے سال جب مسلمان عمرہ کرنے گئے تو طواف کرتے ہوئے انہیں دیکھ کر مشرکین قریش ان پر یہ آوازے کسے لگے کہ انہیں مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ یہ سن کر اللہ کے رسولؐ نے مسلمان کو دوران طواف رمل کرنے کا حکم دیا۔ یہ ایک وقتی ضرورت تھی مگر پھر یہ سنت قرار پائی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بن الخطاب فرماتے ہیں کہ ہمارا رمل سے کیا تعلق؟ اس کے ذریعے ہم نے مشرکین کے سامنے اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کیا تھا اور اب انہیں اللہ نے ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن چونکہ اسے اللہ کے رسولؐ نے کیا ہے اس لیے ہم اسے چھوڑنا بھی نہیں چاہتے (۲۳)۔

۲- آنحضرتؐ نے مختلف اطراف سے حج کے لیے آنے والوں کے لیے میقات کی تعیین فرمائی۔ چنانچہ اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے محفہ، اہل نجد کے لیے قرن المنازل، اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات قرار دیا (۲۴)

۳- اگر کوئی تکلیف ہو تو محرم کے لیے حلقِ راس کی اجازت اور اس کے فدیہ کی ادائیگی کا حکم قرآن نے دیا ہے۔

مناسک حج کی ادائیگی کا عملی مظاہرہ

اللہ کے رسولؐ نے نہ صرف یہ کہ اپنے ارشادات کے ذریعے مراسم حج کی اصلاحات کیں اور حج کو اہل عرب کے غیر تعبدی اعمال و مراسم سے پاک کیا بلکہ خود مناسک حج پر عمل کر کے طریقہ حج کو صحیح اور مستح صورت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں اگرچہ متعدد عمرے کیے، لیکن حج صرف ایک ہی کیا اور وہ حجتہ الوداع ہے جو ۱۰ھ میں ہوا۔ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کو جب علم ہوا کہ حضورؐ حج کا ارادہ رکھتے ہیں تو بڑی تعداد میں مدینہ میں اکٹھے ہو گئے۔ سب کی خواہش تھی کہ حج میں آنحضرتؐ کی اقتدا کریں اور آپ ہی کو دیکھ کر مناسک حج انجام دیں۔ چنانچہ جب آنحضرتؐ سفر حج کی غرض سے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو آگے پیچھے دائیں بائیں تا حد نظر ہر چہرہ جانب لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا، اور لوگ کہہ کہہ تھے کہ اللہ کے رسولؐ ہمارے درمیان قرآن کی تشریح کرنے والے ہیں۔ اس لیے جس طرح

آپؐ عمل کریں گے ویسے ہی ہم بھی عمل کریں گے (۲۵) خود آنحضرتؐ نے بھی مناسک حج ادا کرتے ہوئے لوگوں سے بار بار یہی فرمایا: **لفوا علی مشاعرکم فانکم علی ارث من ارث ابراہیم (۲۶)**۔

(حج کے مناسک ادا کرو کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ورثہ ہیں)

سفر حج میں اور دوران حج بھی جو باتیں صحابہؓ کے نزدیک دریافت طلب ہوتی تھیں ان کے بارے میں وہ آپؐ سے دریافت کرتے۔ چنانچہ روایتوں میں آتا ہے کہ مقام رحاء میں آپؐ ایک قافلہ سے ملے تو ایک عورت نے اپنے بچہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے آپؐ سے دریافت کیا: کیا اس پر حج ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اور اس کا اجر تم کو ملے گا (۲۷) قبیلہ حثعم کی ایک عورت نے آپؐ سے دریافت کیا کہ میرے والد پر حج فرض ہے مگر وہ اپنی ضعیفی کی وجہ سے اسے ادا نہیں کر سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ”ہاں“ (۲۸)

اسی طرح مناسک حج کی ادائیگی میں صحابہؓ سے تقدیم یا تاخیر ہو جاتی یا کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو وہ آپؐ سے استفسار کرتے۔ چنانچہ روایات میں حجۃ الوداع کے موقع پر بہت سے صحابہؓ سے آنحضرتؐ سے استفسار کرنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ ہر ایک کو آپؐ نے یہی جواب دیا **العمل ولا حرج (۲۹)** (کوئی حرج نہیں)

حجۃ الوداع ہی میں مختلف مواقع پر آپؐ نے صحابہ کے درمیان خطبے دیئے۔ ان میں آپؐ نے معاشرہ کے مختلف طبقات کے لیے جو حقوق و فرائض بیان کیے۔ انہیں ہم ”انسانیت کے منشور“ کا نام دے سکتے ہیں۔ دنیا کا کوئی قانون حقوق انسانیت کا ایسا بے مثال منشور پیش کرنے سے قاصر ہے۔

تنظیم حج

فتح مکہ کے بعد عرب کے بڑے حصے کا نظم و نسق اسلامی ریاست کے تحت آگیا تھا۔ اس لیے آپؐ نے حج کی بھی تنظیم فرمائی۔ چنانچہ ۹ھ کے حج میں آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو امیر حج بنا کر مکہ بھیجا۔ اب وقت آگیا تھا کہ خانہ کعبہ جو خالص خدائے واحد کی عبادت کے لیے قائم کیا گیا تھا، اس کے حدود میں شرک و جاہلیت کی تمام رسمیں بزور بند کر دی جائیں۔ یہی نہیں بلکہ مشرکین کو اس گھر کے قریب بھی پھینکنے نہ دیا جائے۔ اس لیے آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو حج میں یہ اعلان کرنے کی ہدایت فرمائی کہ آئندہ سے کوئی برہنہ ہو کر طواف نہ کرے اور نہ ہی کوئی مشرک بیت اللہ کے حدود میں داخل ہو (۳۰)۔ اسی موقع سے سورہ توبہ کی آیات نازل ہوئیں جن میں

مشرکین عرب سے اعلان براءت کیا گیا ہے تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بھیجا کہ حج کے موقع پر برسرام لوگوں کو یہ آیات سنا دیں اور ان کے مطابق ان کے لیے جو طرز عمل تجویز کیا گیا ہے اس کا اعلان کر دیں۔

خاتمہ

گزشتہ تفصیلات سے یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ کے عہد میں حج کی حقیقی تصویر کیا تھی؟ آپ نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعے کس طرح نسی امتیازات کا خاتمہ کیا اور تقدس حج کے خود ساختہ اور غیر شرعی معیارات کو باطل قرار دیا؟ آج بھی امت کی بھلائی اسی بات میں ہے کہ سنت نبوی کو زندہ کیا جائے اور زندگی کے دوسرے معاملات کی طرح حج میں بھی جو غیر شرعی اور غیر مسنون طریقے در آئے ہیں اور تقویٰ و پاکیزگی کے جن خود ساختہ معیارات نے جنم لے لیا ہے، انہیں مردود قرار دے کر سنت کے سرچشمے کی طرف رجوع ہوا جائے کیونکہ

لَنْ يَصْلِحَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهَا أَوَّلُهَا (اس امت کے آخری دور کی درستگی اسی ذریعہ سے ہو سکتی ہے جس سے ابتدائی دور کی اصلاح ہوئی تھی)

حوالہ جات

(۱) المنفل فی تاریخ العرب قبل الاسلام۔ الدكتور جواد علی۔ مطبعہ الجمع العلمی العراقی بغداد ۱۹۵۵ء جلد پنجم (القسم

الدینی) ص ۲۱۳

(۲) قرآن نے حضرت ابراہیمؑ کے اس اعلان عام کا یوں تذکرہ کیا ہے: **وَإِذْ نَادَىٰ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَا تَوَكَّلْ عَلَيَّ وَلَا تَعْلَىٰ كُلِّ ضَمِيرٍ يَأْتِنَن مِّنْ كُلِّ فِجٍّ عَمِيْقٍ** (حج ۲/۲۲)

(۳) صحیح بخاری۔ کتاب المناسک باب من کبر فی نواحی الکعبہ۔

(۴) ایک حدیث میں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ (مشفق علیہ)

(۵) قرآن میں متعدد مقامات پر نبیؐ کی زبانی ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھیے آل عمران - ۶۸، النحل

(۶) صحیح مسلم کتاب الحج۔ المنفل جواد علی ۵/۷۷ بلوغ الارب فی معرفتہ احوال العرب۔ السید محمود شکر الالوسی۔

(۷) الاذرتی - اخبار مکہ ۱/۱۱۷-

(۸) صحیح بخاری، کتاب المناسک، باب رکوب البدن

(۹) ایضاً - باب از بوانا لایراہیم مکان البیت-

(۱۰) ایضاً باب قول اللہ وَأَتُوا الْبَيْتَ مِنْ أَبْوَابِهِا-

(۱۱) ایضاً باب قول اللہ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ

(۱۲) ایضاً باب الجلبیہ-

(۱۳) ایضاً باب من نذر المشی الی الکعبہ

(۱۴) ایضاً

(۱۵) ایضاً باب الحجارة ایام الموسم والبیح فی اسواق الجلبیہ بروایت ابن عباس

(۱۶) صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتع والاقران ولا فراد بالبحج - مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی

(۱۷) صحیح بخاری جلد اول، باب ایام الجلبیہ

(۱۸) ایضاً، کتاب المناسک باب متی یدفع من جمع

(۱۹) صحیح بخاری، کتاب المناسک باب اذا رای سیرا او شینا یکره الطواف

(۲۰) صحیح بخاری - کتاب المناسک باب وجوب الصفا والمروه

(۲۱) ایضاً باب امر النبیؐ بالکینہ عند الافاضہ

(۲۲) ترمذی و ابوداؤد

(۲۳) صحیح بخاری کتاب المناسک باب الرمل فی الحج والعمرة

(۲۴) متفق علیہ

(۲۵) صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبیؐ

(۲۶) سنن ابی داؤد، کتاب المناسک باب موضع الوقوف بعرفہ

(۲۷) صحیح مسلم کتاب الحج بروایت ابن عباسؓ

(۲۸) متفق علیہ

(۲۹) صحیح بخاری، کتاب المناسک باب انفتاح علی الدابہ عند البئرہ

(۳۰) صحیح بخاری کتاب المناسک باب لا یطوف بالبیت عربان